ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:22مارچ،1965

کلکتہ ڈاک لیبر بورڈ

بنامِ

جیفر امام اور دیگر

[پی۔بی۔گجیندرگڈکر، چیف جسٹس، کے۔این۔وانچواوروی۔راماسوامی، جسٹسز]

قدرتی انصاف-پریوینٹو ڈیٹینشن ایکٹ کے تحت حراست-حراست کی بنیاد پر ملازمت کی برخاستگی -جواز۔

جواب دہندگان کو پریوینٹوڈیٹینشن ایکٹ کے تحت حراست میں لیا گیا تھا۔ان کی رہائی پر ان کے آجر-اپیل کنندہ-بورڈ نے تادیبی کارروائی شروع کی اور شوکاز نوٹس جاری کیے کہ ان کی خدمات کو اس بنیادی بنیاد پر کیوں ختم نہیں کیا جانا چاہیے کہ انہیں امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصّبانہ کارروائیوں کے لیے حراست میں لیا گیا تھا۔ان کے جوابات سے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے اپیل کنندہ نے ان کی خدمات ختم کر دیں۔اپیل کنندہ بورڈ کے چیئرمین سے جواب دہندگان کی اپیلوں کو مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد، جواب دہندگان نے ہائی کورٹ میں رٹ درخواستیں دائر کیں، جس میں ان احکامات کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا کہ انہیں معقول موقع نہیں دیا گیا، اور یہ کہ متعلقہ قانونی دفعات کی بھی خلاف ورزی کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

دی۔

اس عدالت میں اپیل میں،

حکم ہوا کہ: اگر اپیل کنندہ جواب دہندگان کے خلاف اس بنیاد پر تادیبی کارروائی کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بدانتظامی کے مجرم ہیں، تو یہ بالکل ضروری تھا کہ اپیل کنندہ کو حراست کو فوجداری عدالت کی سزا کے برابر کرنے کے بجائے مناسب تحقیقات کرنی چاہئیں۔ اس تفتیش میں، جواب دہندگان کو وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع دیا جانا چاہیے تھا اور اس کے نتیجے پر پہنچنے سے پہلے، اپیل کنندہ جواب دہندگان کے خلاف ثبوت پیش کرنے کا پابند تھا، اور انہیں قدرتی انصاف کے اصولوں کے مطابق ثبوت کی جانچ کرنے کا معقول موقع فراہم کرے گا۔ لہذا، اپیل کورٹ کا یہ خیال درست تھا کہ محکمہ جاتی انکوائری جس میں اپیل کنندہ نے جواب دہندگان کے خلاف فیصلہ دیا تھا، اپیل کنندہ کے لیے شک پر کارروائی کرنے کے لیے کھلا نہیں تھا، اور چونکہ اپیل کنندہ کا فیصلہ صرف حراست کے احکامات پر مبنی تھا اور کچھ اور نہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ مذکورہ نتیجہ شک پر مبنی تھا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ [459 E-H]

مقدمے کے قانون کا حوالہ دیا گیا ہے:

شق 36 (3) کے ذریعے آجر پر اس طرح کی جانچ کرنے کی ذمہ داری بھی عائد کی جاتی ہے۔ کلکتہ ڈاک ورکرز (ریگولیشن آف ایمپلائمنٹ) اسکیم، 1951، اور شق 45 (6) 1956 کی اسکیم۔ [459 G]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری کے 569 سے 571 تک سال 1964۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

1959 کے اصل احکامات نمبر 22، 29 اور 30 کی اپیلوں میں کلکتہ ہائی کورٹ کے 4 اگست 1961 کے فیصلے اور احکامات کی اپیل۔

کے آر چودھری، جواب دہندگان کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس گجیندر گڈکر کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، چیف جسٹس۔ یہ تین اپیلیں اپیل کنندہ کلکتہ ڈاک لیبر بورڈ کے خلاف کلکتہ ہائی کورٹ کے اصل رخ پر بالترتیب تین مدعا علیہان جعفر امام، برندابن نائک اور جمبو پترا کی طرف سے دائر تین رٹ درخواستوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ جواب دہندگان میں سے ہر ایک نے اپیل کنندہ کی طرف سے منظور کردہ حکم کے جواز کو چیلنج کیا، اس بنیاد پر کہ مذکورہ حکم غیر قانونی اور غیر فعال تھا، اپیل کنندہ کے ساتھ رجسٹرڈ ڈاک ورکر کی حیثیت سے اس کی ملازمت کو ختم کر دیا۔ جس بنیاد پر اعتراض شدہ احکامات کو چیلنج کیا گیا وہ یہ تھا کہ مذکورہ احکامات کی منظوری سے پہلے کی گئی انکوائری نے جواب دہندگان کو اپنا دفاع کرنے کا معقول موقع فراہم نہیں کیا تھا اور اس طرح قدرتی انصاف کے اصولوں پر عمل نہیں کیا گیا تھا اور یہاں تک کہ متعلقہ قانونی دفعات کی بھی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ جعفر امام اور جمبو پترا کی طرف سے دائر رٹ درخواستوں کی سماعت جسٹس سنہا نے کی، جبکہ بردابن نائک کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کی سماعت جسٹس پی بی مکھرجی نے کی۔ ان متعلقہ رٹ درخواستوں کو سننے والے واحد ججوں نے کافی حد تک ایک ہی نظریہ اختیار کیا اور جواب دہندگان کی طرف سے اٹھائے گئے دلائل کو مسترد کر دیا۔ اس کے نتیجے میں رٹ درخواستیں خارج کر دی گئیں۔

ان فیصلوں کے خلاف، جواب دہندگان نے کلکتہ ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے سامنے اپیلوں کو ترجیح دی۔ ڈویژن بنچ نے اپیلوں کی اجازت دے دی ہے اور ایک مناسب رٹ جاری کی ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اعتراض شدہ احکامات جن کے ذریعے مدعا علیہان کی ملازمت اپیل گزار کے ذریعے ختم کی گئی تھی، کو کالعدم قرار دیا جائے۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے درخواست دی اور مذکورہ ہائی کورٹ سے ایک سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تینوں جواب دہندگان کلکتہ کی بندرگاہ سے منسلک ڈاک کارکن تھے اور ریز رو پول میں رجسٹرڈ تھے۔ 12 اگست 1955 کو کلکتہ کے پولیس کمشنر نے پریونیٹو ڈیٹینشن ایکٹ، 1950 (نمبر 4 سال 1950) کی دفعہ 3 (1) (a) (2) کے تحت ایک حکم جاری کیا (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا گیا ہے) جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ جواب دہندگان کو حراست میں لیا جائے، کیونکہ وہ مطمئن تھے کہ میں پرتشدد اور ہنگامہ خیز رویے کا مجرم تھا اور انہوں نے حملہ کیا تھا اور اس طرح انہیں کسی بھی طرح سے عوامی نظم و ضبط کی بحالی کے خلاف کام کرنے سے روکنے کے لیے حراست میں رکھنا ضروری تھا۔ اس کے بعد مدعا علیہان نے ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت ریاستی حکومت کے سامنے نمائندگی کرتے ہوئے الزام لگایا کہ ان کے خلاف منظور کیے گئے حراست کے احکامات میں بیان کردہ بنیادیں غلط ہیں اور یہ کہ ان کی حراست درحقیقت بدنیتی پر مبنی ہے۔

ان نمائندگیوں کی وصولی پر، انہیں ریاستی حکومت نے دفعہ 9 کے تحت ایڈوائزری بورڈ کو بھیج دیا تھا۔ یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اس ایکٹ میں دفعہ 8 کے تحت تشکیل شدہ مشاورتی بورڈوں کو حراست کے احکامات بھیجنے کا التزام کیا گیا تھا۔ جب مشاورتی بورڈ کو جواب دہندگان کی طرف سے کی گئی نمائندگی موصول ہوئی تو اس نے اس کے سامنے رکھے گئے مواد کو مدنظر رکھا، مذکورہ نمائندگی پر غور کیا، اور دفعہ 10 (1) کے ذریعے متعین کردہ وقت کے اندر اپنی رپورٹ پیش کی۔ چونکہ رپورٹ جواب دہندگان کے خلاف تھی، اس لیے ریاستی حکومت نے ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت ان کی حراست کی تصدیق کی اور اس کے نتیجے میں، ان کی حراست تقریباً 11 ماہ تک جاری رہی۔

حراست سے رہا ہونے کے بعد، انہوں نے رجسٹرڈ ڈاک ملازمت کے لیے الاٹمنٹ کے لیے درخواست دی، لیکن اس طرح کے الاٹمنٹ کے حق میں احکامات جاری کرنے کے بجائے، اپیل کنندہ نے ان کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کر دی اور ان پر نوٹس جاری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

1951 (جسے اس کے بعد "اسکیم" کہا جاتا ہے) کی شق 36(2)(d) کے مطابق 14 دن کے نوٹس پر ان کی خدمات کو کیوں ختم نہیں کیا جانا چاہیے۔ان نوٹسوں میں بنیادی بنیاد یہ تھی کہ جواب دہندگان کو امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصّبانہ کارروائیوں کے لیے حراست میں لیا گیا تھا اور اس طرح ان کی خدمات ختم کی جا سکتی تھیں۔اس کے مطابق، جواب دہندگان نے مجوزہ حکم کے خلاف وجہ ظاہر کی، لیکن اپیل کنندہ کے ڈپٹی چیئر مین ان کی نمائندگی سے مطمئن نہیں تھے، اور اس لیے انہوں نے 17 دسمبر 1956 کو ان کی خدمات ختم کر دیں۔ایسا کرتے ہوئے، ان میں سے ہر ایک کو مساوی مدت کے نوٹس کے بدلے 14 دن کی اجرت دی گئی۔جواب دہندگان نے اپیل کنندہ کے چیئر مین کو اپیلوں کو ترجیح دے کر اس فیصلے کو چیلنج کیا، لیکن ان کی اپیلیں کامیاب نہیں ہوئیں اور ڈپٹی چیئر مین کے ذریعے منظور کردہ احکامات کی تصدیق 4 اپریل 1957 کو ہوئی۔یہ ان اپیلٹ احکامات کے خلاف ہے کہ جواب دہندگان نے تین رٹ درخواستیں دائر کیں جنہوں نے موجودہ اپیلوں کو جنم دیا ہے۔

یہ واضح ہے کہ جواب دہندگان کے خلاف متنازعہ احکامات منظور کرنے والے ڈپٹی چیئر مین اور جواب دہندگان کی اپیلوں کو سننے والے اپیل کنندہ کے چیئر مین دونوں نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ جواب دہندگان کے خلاف منظور کیے گئے حراست کے احکامات، بنیادی طور پر، سزا کے احکامات کے مترادف ہیں اور اس طرح، اپیل کنندہ جواب دہندگان کی ملازمت کو ختم کرنے میں جائز تھا۔اصل کے ساتھ ساتھ اپیل کے احکامات دونوں میں غیر واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جواب دہندگان کو حراست میں لیا گیا تھا، اور یہ کہ ان کی حراست کی تصدیق ہوئی اور مشاورتی بورڈ سے مشاورت کے بعد جاری رہی، یہ واضح ہے کہ وہ حراست کے احکامات میں ان کے خلاف مبینہ طرز عمل کے مجرم تھے۔اس سلسلے میں۔اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ مشاورتی بورڈ ممتاز حیثیت اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی طرف سے کی گئی نمائندگی کو مشاورتی بورڈ نے قبول نہیں کیا تھا اور ریاستی حکومت نے مشاورتی بورڈ کی مشاورت سے ان کی حراست کی تصدیق کی تھی، جواب دہندگان کی ملازمت ختم کرنے میں اپیل گزار کو جواز پیش کرنے کے لیے کافی تھا۔

متعلقہ رٹ درخواستوں کی سماعت کرنے والے دو فاضل واحد ججوں نے کافی حد تک ایک ہی نظریہ اختیار کیا۔ سنہا، جسٹس نے مشاہدہ کیا ہے کہ جواب دہندگان نے ایک بہت ہی ذمہ دار ادارے کے سامنے سماعت کی تھی اور ان کے خلاف جانے والی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حراست کے اختیار کو یہ قرار دینا جائز تھا کہ جواب دہندگان الزامات کے مجرم تھے اور اس طرح انہوں نے اسکیم کے معنی میں بے ضابطگی اور بدانتظامی کی کارروائیاں کیں۔ درحقیقت، جسٹس سنہا نے یہ مؤقف اختیار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی کہ اپیل کنندہ شکوک وشبہات پر جواب دہندگان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا حقدار ہوگا، اور انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ جواب دہندگان کے خلاف اپیل کنندہ کا شبہ اس حقیقت سے زیادہ جائز ہے کہ جواب دہندگان کی حراست کو مشاورتی بورڈ کی منظوری حاصل ہوئی۔ جسٹس پی بی مکھرجی نے بھی اسی خطوط پر سوال سے رجوع کیا۔ انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ اپیل کنندہ اس حقیقت پر غور کرنے کا حقدار ہے کہ جواب دہندگان کو حراست میں لیا گیا تھا، کہ قانونی مشاورتی بورڈ نے جواب دہندگان کی نمائندگی پر غور کیا تھا اور انہیں قبول نہیں کیا تھا، اور یہ کہ حراست کی بنیاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ حراست کا اختیار مطمئن تھا کہ جواب دہندگان اس طرز عمل کے مجرم تھے جو امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصّبانہ تھا۔ "احاطے میں، جج نے کہا، "میں مطمئن ہوں کہ برندابن نائک کی خدمات کو ختم کرنے کا حکم جائز تھا۔"

اپیل کورٹ جس نے دو معروف سنگل ججوں کے منظور کردہ متعلقہ احکامات کے خلاف جواب دہندگان کی طرف سے دائر تین اپیلوں کی سماعت کی، جواب دہندگان کی رٹ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

مؤقف اختیار کیا ہے کہ محض اس حقیقت کی بنیاد پر شک کی بنیاد پر کارروائی کرتے ہوئے کہ مدعا علیہان کو حراست میں لیا گیا تھا، اپیل کنندہ نے غیر قانونی طور پر کام کیا تھا اور اس نے اعتراض شدہ احکامات کو کالعدم اور غیر فعال بنا دیا تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے مسٹر بی سین کا دعوی ہے کہ اپیل کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ قانون میں غلط ہے۔

اس نکتے سے نمٹنے سے پہلے اسکیم کی متعلقہ دفعات کا حوالہ دینا مفید ہوگا۔ یہ اسکیم مرکزی حکومت نے ڈاک ورکرز (ریگولیشن آف ایمپلائمنٹ) ایکٹ، 1948 (IX سال 1948) کے دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (1) کے ذریعے اس کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بنائی ہے۔ شق 3(n) "ریزرو پول" کی تعریف اس طرح کرتی ہے جس کا مطلب رجسٹرڈ ڈاک کارکنوں کا ایک پول ہے جو کام کے لیے دستیاب ہیں، اور جو فی الحال، ماہانہ کارکن کے طور پر رجسٹرڈ آجر کی ملازمت میں نہیں ہیں۔ تینوں جواب دہندگان کا تعلق کارکنوں کے اس زمرے سے ہے۔ اسکیم کی شق 23 ریزرو پول رجسٹر پر کام کرنے والے کارکنوں کو مخصوص کم از کم اجرت کی ضمانت دیتی ہے۔ شق 29 رجسٹرڈ ڈاک کارکنوں کی ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہے، جبکہ شق 30 رجسٹرڈ آجروں کی ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہے۔ شق 31 ملازمت پر پابندی کا تعین کرتی ہے، شق 33 اجرت، الاؤنس اور سروس کی دیگر شرائط سے متعلق ہے، جبکہ شق 34 بے روزگاری یا کم روزگار کے حوالے سے تنخواہ سے متعلق ہے۔ شق 36 تادیبی طریقہ کار سے متعلق ہے اور اس شق کے ساتھ ہی ہم ان اپیلوں میں براہ راست فکرمند ہیں۔ شق 36(2) میں کہا گیا ہے کہ ریزرو پول میں ایک رجسٹرڈ ڈاک ورکر جو کام کے لیے دستیاب ہے اور اسکیم کی کسی بھی شق کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتا ہے، یا نظم وضبط یا بدانتظامی کے کسی عمل کا ارتکاب کرتا ہے، اس کی تحریری اطلاع اسپیشل آفیسر کو دی جا سکتی ہے، جو معاملے کی تحقیقات کے بعد اور شق 35 کے ذریعے دیے گئے اختیارات پر تعصب کے بغیر اور اس کے علاوہ، اس کارکن کے حوالے سے ذیلی شق

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے۔ذیلی شق (e) سے مراد مجرم کارکن کو برخاست کرنا ہے۔شق 36 (3) میں کہا گیا ہے کہ ذیلی شق کے تحت کوئی کارروائی کرنے سے پہلے۔ذیلی شق (1) یا (2) متعلقہ شخص کو اس کی وجہ بتانے کا موقع دیا جائے گا کہ اس کے خلاف مجوزہ کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔شق 36A بورڈ کے چیئرمین کے تادیبی اختیارات فراہم کرتی ہے۔شق 37 ملازمت کے خاتمے سے متعلق ہے۔شق 38 اور 39 اپیلوں کے لیے فراہم کرتی ہیں۔یہ، مختصر طور پر، اسکیم کی نوعیت ہے۔اس اسکیم کو 1956 میں ایک اور اسکیم کے ذریعے تبدیل کیا گیا۔اس نئی اسکیم کی شق 45 (6) سے مطابقت رکھتی ہے۔36 (3) سابقہ اسکیم سے۔دوسرے لفظوں میں، دونوں اسکیموں کے تحت متعلقہ شقیں یہ مانتی ہیں کہ کسی کارکن کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے سے پہلے اسے اس کی وجہ بتانے کا موقع دیا جانا چاہیے کہ اس کے خلاف مجوزہ کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اپیل کنندہ موجودہ کیس میں اپنے ملازمین جیسے مدعا علیہان کی ملازمت ختم کرنے کے لیے اپنا اختیار استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو وہ نیم عدالتی کردار کے اختیار اور طاقت کا استعمال کر رہا ہے۔ایسے معاملات میں جہاں کسی قانونی ادارے یا اتھارٹی کو اپنے ملازمین کی ملازمت ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے، مذکورہ اتھارٹی یا باڈی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکتا کہ وہ فطری انصاف کے اصولوں کی پرواہ کیے بغیر اپنے اختیارات استعمال کرے گی۔کارروائی کی نوعیت یا کردار جو ایسی قانونی اتھارٹی یا ادارے کو اپنے ملازمین کی ملازمت کو ختم کرنے کے مقصد کے لیے اپنی تادیبی طاقت کو استعمال کرنے کے لیے اختیار کرنا چاہیے، حال ہی میں اس عدالت نے متعدد معاملات میں ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز لمیٹڈ بمقابلہ پی این شرما و دیگر، (1) اور لالہ شری بھگوان اور و دیگر ر بمقابلہ شری رام چند و دیگر، (2) کے ذریعے غور کیا ہے۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس طرح کی کارروائی کی نوعیت کا پتہ لگانے کے لیے یہ فیصلہ کیا جائے کہ کیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

بالڈون اور دیگر (3) میں جو ٹیسٹ مرتب کیے گئے ہیں وہ متعلقہ ہیں۔ ان فیصلوں کے پیش نظر، مسٹر سین نے اس موقف سے اختلاف نہیں کیا ہے اور ہم درست سمجھتے ہیں۔

لہٰذا، جس سوال پر غور کیا جانا چاہیے، وہ یہ ہے کہ کیا اپیل گزار کامیابی کے ساتھ یہ دلیل دے سکتا ہے کہ مدعا علیہان کے خلاف شک کی بنیاد پر کارروائی کرنا جائز تھا، شک کی بنیاد یہ ہے کہ انہیں مناسب حکام کی طرف سے جاری کردہ احکامات کے ذریعے حراست میں لیا گیا تھا اور مذکورہ احکامات کی تصدیق ریاستی حکومت نے ایڈوائزری بورڈ سے مشاورت کے بعد کی تھی۔ اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ تحریری آئین کے تحت چلنے والے جمہوری ملک میں قانون کی حکمرانی کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی بھی شہری قانون کے مطابق منصفانہ اور مناسب سماعت کے بغیر اپنی آزادی سے محروم نہیں ہوگا۔ اور قانون کے مطابق قانونی اور مناسب سماعت کا مطلب یہ ہے کہ دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ قانونی دفعات کے مطابق یا ان کی غیر موجودگی میں فطری انصاف کے اصولوں کے مطابق مقدمہ چلایا جائے۔ یہ قانون اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے اور اس لحاظ سے یہ شہری کی آزادی پر تجاوز کے مترادف ہے۔ لیکن مذکورہ ایکٹ کو آئینی طور پر درست قرار دیا گیا ہے، اور جہاں تک مناسب حکام کی جانب سے دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے جائز طور پر منظور کردہ حکم کے تحت کسی شہری کو حراست میں رکھنے کا تعلق ہے، اس کے جواز کو صرف اس بنیاد پر چیلنج کیا جا سکتا ہے جو ایکٹ کی متعلقہ دفعات کی روشنی میں یا بدنیتی کی بنیاد پر جائز ہے۔ جب بھی حراست میں لیے گئے افراد اپنے خلاف جاری کیے گئے حراست کے احکامات کے جواز کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا رخ کرتے ہیں، تو اس طرح کی کارروائیوں میں قانونی طور پر کی جانے والی جانچ کا دائرہ محیط اور محدود ہوتا ہے۔ اس طرح کی کارروائیوں میں عدالتیں اس عرضی پر غور نہیں کر سکتیں کہ حراست میں لیے جانے والے شخص کی آزادی سے محروم حراست میں لیے گئے حکام کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

سے کام کریں۔ حراست میں لیے جانے کی کوشش کرنے والے شہری کی سرگرمیوں یا طرز عمل کے نقصان دہ کردار کے بارے میں ان کا شخصی فیصلہ عام طور پر چیلنج یا جانچ پڑتال کے لیے کھلا نہیں ہے، اور اس لحاظ سے، یہ تسلیم کرنا پڑ سکتا ہے کہ اگر کسی شہری کو قانون کی متعلقہ دفعات کے تحت جائز طور پر حراست میں رکھا جاتا ہے تو اسے آزادی سے محروم ہونا پڑے گا۔ اب تک، کوئی تنازعہ نہیں ہے ۔

لیکن موجودہ اپیلوں میں ہمیں جس سوال پر غور کرنا ہے وہ ایک مختلف نوعیت کا ہے۔ اگر کسی شہری کو اس ایکٹ کے تحت جائز طور پر حراست میں رکھا جاتا ہے تو وہ آزادی سے محروم ہوسکتا ہے۔ اس کے باوجود، کیا یہ اس بات کی پیروی کرتا ہے کہ شہری کو اس کی آزادی سے محروم رکھنے کا حکم بالواسطہ لیکن مؤثر طریقے سے مذکورہ شہری کو اس کے ذریعہ معاش سے محروم کرنے کا مقصد بھی پورا کرے؟ اگر انضباطی کارروائی کی کوشش کرنے والے اپیل کنندہ کے افسروں کے نقطہ نظر کو قبول کیا جاتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کسی شہری کو حراست میں لیا جاتا ہے اور ریاستی حکومت کی طرف سے اس کی حراست کی تصدیق کی جاتی ہے، تو اس کی خدمات صرف اور صرف اس طرح کی حراست کی وجہ سے ختم کردی جائیں گی۔ ہماری رائے میں اس طرح کا موقف واضح طور پر اور واضح طور پر قانون کی حکمرانی کے بنیادی تصور سے مطابقت نہیں رکھتا جس پر ہمارا آئین قائم ہے۔ جب کسی شہری کو حراست میں لیا جاتا ہے، تو وہ اپنے خلاف جاری کردہ حراست کے حکم کو چیلنج کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا ہے، جب تک کہ وہ ایکٹ کے تحت قابل قبول بنیادوں کو شامل کرنے کے قابل نہ ہو۔ لیکن ہم جناب سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں۔ سین کی دلیل یہ ہے کہ ایسے شہری کو حراست سے رہا کرنے کے بعد، اپیل کنندہ کی طرح آجر فوری طور پر اس کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کرسکتا ہے اور اسے واضح طور پر بتا سکتا ہے کہ اسے نقصان دہ سرگرمیوں کے لئے حراست میں لیا گیا تھا جو بدسلوکی کے مترادف ہے اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی تھی۔ اوراس لیے وہ ملازمت سے برخاست کیے جانے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ واضح ہے کہ ایڈوائزری بورڈ شہری کی حراست کے جواز یا جواز کے بارے میں سوال کی کوشش نہیں کرتا ہے جیسا کہ عدالت کرے گی۔ درحقیقت، اس کا کام اس کے سامنے رکھے گئے متعلقہ مواداور قیدی کی طرف سے موصول ہونے والی نمائندگی پر غور کرنا اور پھرا یکٹ کی دفعہ 10 (1) کے تحت متعین کردہ وقت کے اندر ریاستی حکومت کواپنی رپورٹ پیش کرنا محدود ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایڈوائزری بورڈ قیدی کے خلاف شواہد پر غور کرتا ہے جس کی جرح کے ذریعے عام طریقے سے جانچ نہیں کی گئی ہے۔اس کا فیصلہ بنیادی طور پر عدالتی یا نیم عدالتی فیصلے سے مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ کچھ معاملات میں، قیدی کوسماعت دی جاسکتی ہے۔لیکن اس طرح کی سماعت اکثر، اگر ہمیشہ نہیں تو، غیر مؤثر ہونے کا امکان ہے، کیونکہ قیدی ان ثبوتوں کی جرح کرنے کے موقع سے محروم ہوجاتا ہے جن پرحراست میں لینے والے حکام انحصار کرتے ہیں اوراپنے خلاف لگائے گئے الزامات کی تردید کے لئے مشاورتی بورڈ کے سامنے ثبوت پیش کرنے کے قابل نہیں ہوسکتے ہیں. کسی قیدی کوحراست میں لینے کی منظوری دینے سے پہلے ایڈوائزری بورڈ کوجس طرح کی جانچ کرنے کی اجازت ہے، اس کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم سمجھتے ہیں کہ ایڈوائزری بورڈ کی طرف سے ظاہر کردہ رائے کوفوجداری عدالت کے فیصلے کے برابر سمجھنا مکمل طور پر غلط اور مکمل طور پر غیر محفوظ ہوگا۔سب سے بڑی کمزوری جس نے مذکورہ احکامات کوخراب کیا ہے وہ اس حقیقت سے پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ احکامات ایک قیدی کی حراست کوفوجداری عدالت کے ذریعہ اس کی سزا کے برابر قرار دیتے ہیں۔لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ اپیل کورٹ کا یہ موقف درست تھا کہ مدعا علیہان کے خلاف محکمانہ تحقیقات میں اپیل کنندہ کے لیے شک کی بنیاد پر کارروائی کرنے کا اختیار نہیں تھا، اور چونکہ اپیل کنندہ کا فیصلہ واضح طور پر حراست کے احکامات پر مبنی ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کچھ نہیں ہے ۔

یہاں تک کہ اس ایکٹ کے تحت حراست میں لیے گئے ملازمین کے بارے میں بھی، اگر ان کی رہائی کے بعد اپیل کنندہ ان کے خلاف اس بنیاد پر تادیبی کارروائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ بدسلوکی کے قصوروار ہیں، تو یہ بالکل ضروری تھا کہ اپیل کنندہ کو مناسب جانچ کرنی چاہیے تھی۔ اس جانچ میں مدعا علیہان کو وجہ بتانے کا معقول موقع دیا جانا چاہیے تھا اور اس کے نتیجے پر پہنچنے سے پہلے اپیل کنندہ مدعا علیہان کے خلاف ثبوت پیش کرنے کا پابند تھا، انہیں مذکورہ شواہد کی جانچ کرنے کا معقول موقع فراہم کرتا تھا، انہیں دفاع میں ثبوت پیش کرنے کی آزادی دیتا تھا، اور پھر اپنے فیصلے پر آتا تھا۔ اس طرح کی تفتیش فطری انصاف کے تقاضوں کے تحت طے کی جاتی ہے اور 1951 کی اسکیم کی شق 36 (3) اور 1956 کی اسکیم کی شق 45 (6) کے ذریعہ بھی اپیل کنندہ پر اس طرح کی جانچ کرنے کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ موجودہ جانچ میں مدعا علیہان کو ان کے خلاف لگائے گئے کسی خاص الزامات کا نوٹس نہیں دیا گیا تھا، اور ریکارڈ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جانچ میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا تھا۔ یہ صرف حراست کے احکامات ہیں جو بظاہر پیش کیے گئے تھے اور صرف حراست کے احکامات پر ہی پوری کارروائی باقی رہتی ہے اور متنازعہ احکامات کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ایسا ہونے کی وجہ سے ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ اپیل کورٹ نے مدعا علیہان کی جانب سے دائر تین رٹ درخواستوں کو خارج کرتے وقت دو فاضل سنگل ججوں کے متعلقہ احکامات کو کالعدم قرار دینے میں بالکل درست فیصلہ کیا تھا۔

مسٹر سین نے زور دے کر کہا کہ اگر ہم مدعا علیہان کی ملازمت ختم کرنے سے پہلے ان کے خلاف مناسب جانچ پر زور دیتے ہیں، تو اپیل کنندہ کے لئے ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنا ناممکن ہوگا۔ انہوں نے زور دیا کہ جواب دہندگان غنڈہ گردی کرنے والے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

جانچ میں ان کے خلاف ثبوت دینے کے لئے تیار یا تیار نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ فرض کریں کہ جناب۔سین صحیح کہہ رہے ہیں کہ اپیل گزار کو اپنے الزامات کو مدعا علیہان کے سامنے لانے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم نہیں دیکھتے کہ اس طرح کا خوف موجودہ معاملے میں تفتیشی افسر کے ذریعہ اپنائے گئے نقطہ نظر کو کس طرح جواز فراہم کرسکتا ہے۔کیا ہوتا اگر اپیل کنندہ کی ملازمت میں موجود مایوس کردار کو ایکٹ کے تحت حراست میں نہیں لیا جاتا؟ ایسے معاملے میں، اس سے پہلے کہ اپیل کنندہ ایسے ملازم کو جائز طور پر برخاست کر سکے، اسے مناسب جانچ کرنی ہوگی۔ جس صورتحال میں مدعا علیہان کو حراست میں لیا گیا ہے وہ متعلقہ قانونی شق پر عمل نہ کرنے اور قدرتی انصاف کے اصولوں پر عمل نہ کرنے کا کوئی جواز پیش نہیں کرسکتا۔ ہمارے خیال میں اگر قانون کی بالادستی قائم ہے تو فطری انصاف کی بنیاد پر طریقہ کار میں رکاوٹ ڈالنے کی کسی بھی کوشش کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔اور ایک شہری کی آزادی اور ذریعہ معاش کے سوال سے نمٹنے میں مصلحت کے خیالات جن کی قانون اجازت نہیں دیتا، ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوسکتی۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور اخراجات کے ساتھ خارج کردی جاتی ہیں۔

اپیلیں مسترد کردی گئیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document